بفیضانِ نظر
محسن اہلسنت شیخ العلماء استاذ الاساتذہ
مرجع علماء پاکستان
علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی
بانی جامعہ نظامیہ رضویہ
عشقی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام
النظامیہ
لاہور
شیخوپورہ
علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ
دسمبر 2023
مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر فضل حنان سعیدی
مدیران
مولانا محمد فاروق شریف رضوی
0312-7245738
مولانا شکور احمد ضیا سیالوی
0300-5090565
زیر سرپرستی
صاحبزادہ جانشین مفتی اعظم پاکستان علامہ
محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی
جامعہ نظامیہ رضویہ
زیر قیادت
حافظ محمد عبدالستار سعیدی
جامعہ نظامیہ رضویہ
مجلسِ ادارت
مولانا محمد ظہیر بٹ فریدی
مولانا قاری احمد رضا سیالوی
مولانا محمد عمران الحسن فاروقی
مجلسِ مشاورت
صاحبزادہ مولانا نصیر احمد ہزاروی
صاحبزادہ مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی
رابطہ کے لیے
مرکزی دفتر
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
محمد طارق عزیز
کمپوزنگ:
مولانا سمیع اللہ سیالوی
اویس فاروقی ثاقبی، فراز رسول مرتضائی
سرکولیشن ٹیم
فراہد رضا، فرقان الحق، فہیم
عمران، معین سیفی
ممبرشپ فیس
پاکستان سالانہ بذریعہ
رجسٹرڈ ڈاک 1200 روپے
30 روپے
اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے
نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
ناشر
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
0315-7374429 042-37374429
EMAIL: alnizamia7374429@gmail.com

فہرست

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق

کلام: حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

بہتری جس پہ کرے فَخر وہ بہتر صدّیق
سَرورِی جس پہ کرے ناز وہ سرور صدّیق

بے گماں شمعِ نبوّت کے ہیں آئینے چار
یعنی عثمان و عمر حیدر و اکبر صدیق

سارے اصحابِ نبی تارے ہیں اُمّت کے
اِن ستاروں میں بنے مہرِ مُنوّر صدّیق

ثَانِیَ اثْنَیْن ہیں بوبکر خدا میرا گواہ
حق مقدم کرے پھر کیوں ہو مؤخر صدیق

زِیست میں موت میں اور قبر میں ثانی ہی رہے
ثَانِیَ اثْنَیْن کے اِس طرح ہیں مظہر صِدّیق

ان کے مدّاح نبی ان کا ثنا گو اللہ
حق اُلُو الفَضْل کہے اور پیمبر صدّیق

بال بچوں کے لیے گھر میں خدا کو چھوڑیں
مصطفیٰ پر کریں گھر بار نچھاور صدّیق

ایک گھر بار تو کیا غار میں جاں بھی دے دیں
سانپ ڈستا رہے لیکن نہ ہوں مُضطَر صدّیق

علم میں، زُہد میں بے شبہ تو سب سے بڑھ کر
کہ امامت سے تری کھل گئے جوہر صدیق

اِس امامت سے کھلا تم ہو امامِ اکبر
تھی یہی رمزِ نبی کہتے ہیں حیدر صدیق

تو ہے آزاد سَقَر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالک بھی ترا بندۂ بے زَر صدّیق

اداریہ... حرفِ دل

مدیرِ اعلیٰ: شیخ الحدیث ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

خطباتِ نظامیہ 1444ھ کی منصۂ شہود پر جلوہ گری

انسان پر بے شمار احساناتِ خداوندی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس نے انسان کو بولنے کی قوت عطا فرمائی۔ قوتِ گویائی انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ بہت سے جانوروں کی دیگر جسمانی قوتیں انسانوں سے بڑھ کر ہیں، مگر جو فصیح زبان اور واضح کلام اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمایا ہے وہ دوسرے حیوانوں کو نصیب نہیں۔ یہ خوبی صرف حضرت انسان میں ہی ہے کہ وہ اپنے دل میں آنے والے خیالات کو خوب صورت الفاظ کے ذریعے آسانی سے سمجھا سکتا ہے۔

اِس احسانِ عظیم کا تذکرہ کرتے ہوئے خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔[1] ایک تفسیر کے مطابق آیتِ کریمہ کا ترجمہ یوں ہے: ”رحمٰن نے انسان کو پیدا کیا اور اُسے قوتِ گویائی (بولنے کی طاقت) سے نوازا۔“

اظہار مافی الضمیر کے مختلف انداز ہیں، ایک اہم اُسلوب ”خطبہ“ بھی ہے۔ اِس کا وجود و وُقوع تب سے ہے جب سے انسان موجود ہے۔

---

[1] الرحمٰن 55:3،4

خطبہ ابلاغِ دین کے اہم ذرائع سے بھی ہے۔ داعیانِ اسلام نے جہاں دیگر ذرائع سے مخلوقِ خدا تک پیغامِ حق پہنچایا وہاں ہر دور میں خطبہ کو بھی وسیلۂ تبلیغ بنایا۔ دعوتِ دین کے لیے اپنی اپنی قوموں کے سامنے حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات نے جو شان دار خطبات ارشاد فرمائے اُن میں سے بعض کے کچھ کلمات قرآنِ حکیم میں بھی مذکور ہیں۔

فنِ خطابت میں اللہ تعالیٰ نے خطیب الانبیا سیدنا شعیب علی نبینا وعلیہ السلام کو بھی نرالی شان عطا فرمائی، مگر امام الانبیا صاحبِ جوامع الکلم ﷺ کے ارشادات وخطبات بے مثل وبے نظیر ہیں۔ کلامِ مصطفوی میں موجود اعجاز کی حسین جھلک کو بہت خوب صورت انداز میں ذکر کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنت محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے، فُصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

سلامِ رضا میں افصح الافصحا ﷺ کی زبانِ اقدس کا تذکرہ کرکے فرمایا:

اُس کی پیاری فصاحت پہ بے حد دُرود
اُس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

خطباتِ نبویہ کی کثیر تعداد ذخیرۂ کتبِ احادیث میں محفوظ ہے، خصوصًا خطبۂ حجۃ الوداع بے مثال فصاحت وبلاغت کے ساتھ ساتھ معاملات وحقوق میں راہ نمائی کے حوالے سے بھی اپنی مثال آپ ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق، امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق، امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی اور امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی صاحبِ جوامع الکلم ﷺ کے فیضان سے وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ اُن کے خطبات بھی محاسنِ لفظیہ و معنویہ کا شاہکار ہیں، جنھیں شیخ احمد زکی صفوت نے **جمهرة خطب العرب في عصور العربية الزاهرة** میں شامل کیا ہے، اِس کتاب کا مطالعہ بھی شائقینِ علم کے لیے بے حد مفید ہے۔

خطبہ کا "اثر" ایسی بدیہی چیز ہے جس کا انکار ممکن نہیں، اِس بات کی اِرشادِ نبوی «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا»[1] (بعض بیان جادو ہیں) سے بھی تائید ہوتی ہے۔

اندازِ بیاں اگرچہ شوخ نہ بھی ہو، لیکن اگر خطبہ پُر خلوص ہو تو ضرور پُر اثر ہوتا ہے، خطیبِ رسول ﷺ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے لے کر عصرِ حاضر تک ہر دَور میں وارثینِ انبیا نے اپنے مخلصانہ خطابات کے ذریعہ اُمّت کے ایمانی جذبات کو تازہ کیا۔

ماضی قریب میں تلمیذِ مفتیٔ اعظم پاکستان، سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، رفیقِ مَن مولانا خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ نے سیدھی سادھی پنجابی زبان میں اپنے خطبات کے ذریعہ جس طرح اُمّت میں عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ بیدار کیا اُس سے بھی اخلاص کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، حدیث: 5767

دَورِ حاضر میں میدانِ خطابت کے حالات بہت پریشان کُن ہیں۔ ایک طرف خطبا کے لبادے میں ''راہ زن'' نوجوانانِ اُمّت کو اہلِ سنت وجماعت کے مسلّمہ نظریات سے منحرف کر کے گمراہی کی طرف لے جانے کے لیے سرگرداں ہیں، دوسری طرف اہلِ حق کے اسٹیج بھی ''جاہل خطبا'' کے قبضے میں ہیں اور دونوں پہلوؤں کا نتیجہ ناگفتہ بہ ہے۔

حالات کا تقاضا پیشِ نظر رکھتے ہوئے جامعہ نظامیہ رضویہ کے فیض یافتگان کی نمائندہ تنظیم مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان کے عہدے داران نے فیصلہ کیا کہ مجلس کی طرف سے خطبۂ جمعہ نشر کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے؛ تاکہ رسمی خطابات کا بڑھتا ہوا رجحان کم کرنے اور عوام تک علمی مواد پہنچانے میں مدد ملے۔

چنانچہ 13 دسمبر، 2019ء کو ''حواس کا صحیح استعمال'' کے عنوان سے سوشل میڈیا کے ذریعے پہلا خطبۂ نظامیہ نشر ہوا، بحمد اللہ تعالیٰ بغیر کسی تعطل کے یہ سلسلہ جاری ہے اور اب تک 210 خطبات نشر ہو چکے ہیں۔

علماء وخطبا کے پُرزور اصرار پر خطباتِ نظامیہ کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ ہوا، چنانچہ نظرِ ثانی اور دیگر مراحل کے بعد گزشتہ ماہ (نومبر، 2023ء) میں 1444ھ کے خطباتِ نظامیہ شائع ہو چکے ہیں۔

یہ مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب میں ایک وقیع اِضافہ ہے، جسے علماء وخطبا کی ایک بڑی تعداد داد وتحسین سے نواز رہی ہے، ہم حوصلہ افزائی کرنے والے تمام احباب کے شکر گزار ہیں۔

خطباتِ نظامیہ کے شروع میں ''معروضہ'' کے عنوان سے تفصیل کے ساتھ اُسلوب بھی مسطور ہے، بطورِ تعارف چند نکات پیشِ خدمت ہیں:

⟸ موضوعات کے انتخاب سے تحریر وترتیب تک تمام مراحل میں اِصلاحِ عقائد واعمال کو مطمحِ نظر رکھا گیا ہے، تاہم ذکرِ فضائل سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا گیا۔

⟸ خطبات کو آیاتِ کریمہ، احادیثِ طیبہ اور کلماتِ اکابر کے ساتھ ساتھ اثر انگیز واقعات اور پُر مغز اشعار سے بھی مزیّن کیا گیا ہے۔

⟸ آیاتِ کریمہ واحادیثِ طیبہ کے لفظی ترجمہ کے بجائے تراجم وتفاسیر اور شروح کے گہرے مطالعہ کے بعد اُن کی روشنی میں مفہومی تراجم ذکر کیے گئے ہیں۔

⟸ فقط مستند، راجح اور معمول بہا اُمور کو ذکر کیا گیا ہے، ناقابلِ اعتماد، مرجوح اور منسوخ اُمور کو ذکر نہیں کیا گیا۔

⟸ موضوعات کی مناسبت سے کثیر مسائلِ شرعیہ کو بھی دار الافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ کی تصدیق کے بعد باحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔

⟸ تمام اُمور مکمل حوالہ جات کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔

⟸ مکرّر پروف ریڈنگ کی گئی ہے؛ تاکہ اغلاط کا اِمکان نہ ہونے کے برابر ہو۔

⟸ مواد تک رسائی آسان بنانے کے لیے شروع میں خطبات کی تفصیلی فہرست کے ساتھ ساتھ آخر میں آیات واحادیث اور اہم اُمور وواقعات کی فہارس بھی شامل کر دی گئی ہیں۔

مَیں خطباتِ نظامیہ کی اِشاعت پر اِس کارِ خیر میں شامل تمام حضرات، خصوصًا اُستاذ العلما مولانا قاری احمد رضا سیالوی، اُستاذ العلما مولانا محمد فاروق شریف قادری، ناظمِ اعلیٰ مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان مولانا شکور احمد ضیاء سیالوی، عزیزم مولانا محمد واصف رضا قادری اور عزیزم مولانا محمد اویس رضا قادری کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ خطبات کی اِشاعت کا فیصلہ سابق صدرِ مجلس مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی کے دَور میں ہوا تھا، اِس اعتبار سے وہ بھی لائقِ تہنیت ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اِس وقیع علمی ذخیرہ سے خود بھی ضرور استفادہ کریں اور حسبِ استطاعت دیگر شائقینِ علم تک بھی پہنچا کر اِشاعتِ علمِ دین میں اپنا کردار ادا کریں۔

باری تعالیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ کا فیض تا صبحِ قیامت جاری رکھے اور اِس کے تمام خدام کو سعادتِ دارین سے بہرہ مند فرمائے۔

درسِ قرآن......

مسجدِ اقصیٰ

تحریر: مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی، سینئر نائب صدر مجلس علماءِ نظامیہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ [1] (ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، بابرکت بنادیا جس کے گردونواح کو؛ تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں، بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا۔

ذاتِ سبحان و سبوح عزوجلّ نے اس آیتِ کریمہ میں اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے سفر معراج (کے زمینی حصے) کا تذکرہ فرماتے ہوئے دو مبارک مساجد: مسجد حرام اور مسجدِ اقصیٰ کا ذکر بھی بڑے حسین پیرائے میں کیا ہے اور انھیں اپنی نشانیاں قرار دیتے ہوئے برکتوں کا معدن و مخزن بتایا ہے۔

مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کو سرزمینِ انبیا ہونے کا شرف تو پہلے ہی حاصل تھا، شبِ معراج امام الانبیا ﷺ کے یہاں پر قدومِ میمنت لزوم رنجا فرما ہونے اور انبیاء و

---

[1] سورۂ بنی اسرائیل، آیت: 1

رسل کی امامت نے اس کی عظمت کو اور چار چاند لگا دیے۔

مسجدِ اقصیٰ میں جب حسن مجسم آ گئے　　　آسمانِ مرسلیں پر چاند چمکا نور کا

اِس بات میں دو رائے نہیں کہ اہلِ اسلام کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد ''بیت المقدس'' مقدس ترین شہر ہے، لیکن یہ اس وقت ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل کے قبضہ میں ہے اور اس بدمعاش ریاست نے 07 اکتوبر، 2023ء سے لے کر تا حال مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس سمیت پورے فلسطین پر قیامت مسلط کر رکھی ہے۔ مساجد، مدارس، گرجا گھروں، ہسپتالوں، پناہ گزینوں کے کیمپوں، ہجرت کرنے والے قافلوں اور نہتی مسلمان آبادیوں پر بلا تخصیص بمباری برابر جاری ہے، جس سے اب تک پندرہ ہزار مسلمان شہید، 50 ہزار زخمی اور باقی بے گھر ہو چکے ہیں۔ اِس قتلِ عام پر عالمِ کفر اسرائیل کی پشت پر، جب کہ عالمِ اسلام خاموش تماشائی اور حماس کے مجاہدین مقدور بھر جواب دے رہے ہیں، اور مسجدِ اقصیٰ زبانِ حال سے پکار رہی ہے:

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ　　　راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا

آقائے دو جہاں ﷺ کے سفر معراج کی نسبت اور قبلۂ اول ہونے کی وجہ سے مسجدِ اقصیٰ کے ساتھ اہلِ اسلام کی ایمانی و جذباتی وابستگی ہے۔ آیئے اس عظیم مسجد کی اہمیت اور ماضی و حال کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر

زمین پر مسجدِ حرام کے بعد جو دوسری عبادت گاہ تعمیر ہوئی وہ مسجدِ اقصیٰ ہی ہے

جیسا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔ قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: اَلْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى۔ قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ (1)

مَیں نے عرض کی: یارسول اللہ صلّی اللہ علیک وسلم! روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ فرمایا: مسجدِ حرام۔ عرض کی: اس کے بعد؟ فرمایا: مسجدِ اقصیٰ۔ میں نے عرض کیا: ان دونوں کی تعمیر کے مابین کتنا زمانہ ہے؟ فرمایا: چالیس سال۔

ازاں بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے دوبارہ مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر و توسیع کروائی۔

مسجدِ اقصیٰ کی زیارت

زیارت اور حصولِ ثواب کے لیے بطورِ خاص تین مساجد کا سفر کرنا جائز ہے، اِن میں سے ایک مسجدِ اقصیٰ ہے۔ جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى۔ (2) کسی مسجد کے لیے (بطورِ خاص) سفر نہ کیا جائے (کیونکہ تمام مساجد کی فضیلت ایک جیسی ہے) سوائے تین مساجد کے: 1) مسجدِ حرام۔ 2) میری یہ مسجد 3) مسجدِ اقصیٰ کی طرف۔

---

[1] صحیح بخاری، رقم الحدیث: 3366

[2] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 1409

مسجدِ اقصیٰ میں نماز کی فضیلت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کے درمیان یہ ذکر چل نکلا کہ مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ میں سے کون سی مسجد افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلصَّلَاۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ مِثْلُ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ۔[1] یعنی میری مسجد میں ایک نماز مسجدِ اقصیٰ میں چار نمازوں سے افضل ہے۔

مسجدِ اقصیٰ کا رقبہ اور عمارت

مسجدِ اقصیٰ کا کل رقبہ ایک لاکھ چوالیس ہزار مربع میٹر ہے، جو کہ قدیمی شہر القدس کا چھٹا حصہ بنتا ہے، اس کے چودہ دروازے ہیں، ان میں سے پانچ دروازے سلطان صلاح الدین ایوبی نے کسی مصلحت کی وجہ سے بند کروادیے تھے۔ مسجد کے کئی گوشے اور اہم مقامات ہیں۔ یہاں کئی تاریخی آثار اور یادگاریں ہیں جن کی تعداد تقریباً دو سو بنتی ہے۔ ان میں متعدد نماز گاہیں، قبہ جات، بارہ دریاں، محرابیں، کئی منبر، چبوترے، اذان گاہیں اور کنویں شامل ہیں۔

مسجد کا اہم ترین مقام المسجد القبلی ہے۔ یعنی مسجد کا وہ حصہ جو قبلہ رُخ پر واقع ہے۔ یہ مسجد اس مقام پر ہے جہاں فتح بیت المقدس کے موقع پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ یہیں پر خطیب صاحب خطبہ بھی

---

[1] المعجم الاوسط، رقم الحدیث:8230

دیتے ہیں اور مرد حضرات نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ مسجد کا مرکزی حصہ ہے اس پر سُرمئی رنگ کا گنبد ہے۔ اُموی دور (691ء) میں تین سال میں مسجدِ اقصٰی کی تعمیر نو ہوئی۔

القبۃ الصخراء: مسجدِ اقصٰی کا دوسرا اہم ترین مقام القبۃ الصخراء ہے، یعنی چٹان والا گنبد۔ اسے اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے تعمیر کروایا۔ مؤرخین کے مطابق سفر معراج میں حضور سرورِ عالمیاں ﷺ کی سواری کو یہیں پر باندھا گیا تھا اور یہیں سے آسمانی سفر شروع ہوا تھا۔ مسلمانوں نے بیت المقدس کو فتح کیا تو انہوں نے تاریخی علامات کے ذریعے اس مقام کا تعین کیا اور اس پر شان دار عمارت تعمیر کی، جس پر سنہرے رنگ کا خوبصورت گنبد بنایا۔ چونکہ یہ عمارت ایک بڑی چٹان پر واقع ہے، جس کے نیچے غار نما خلا ہے؛ اس لیے اسے القبۃ الصخراء (چٹان والا گنبد) کہا جاتا ہے۔ یہ حصہ خواتین کے لیے مخصوص ہے۔

عام طور پر مسجدِ اقصٰی کے ذکر میں اسی سنہرے گنبد کی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ یہی مسجدِ اقصٰی کا مرکزی مقام ہے، جب کہ حقیقت میں سُرمئی رنگ کا گنبد مرکزی مقام کی نشان دہی کرتا ہے۔

دیوارِ گریہ: یہودیوں نے مسجدِ اقصٰی کی مغربی دیوار کو دیوارِ گریہ کا نام دے رکھا ہے۔ یہ ایک شیطانی منصوبے کا حصہ ہے، صیہونیوں کا دعوٰی ہے کہ مسجدِ اقصٰی کے عین نیچے ہیکلِ سلیمانی دفن ہے اور یہ دیوار اِسی ہیکل کا حصہ ہے۔ اسی دیوار کے پاس آکر یہودی پوجا پاٹ اور رونا دھونا کرتے ہیں۔ یہودی مسجدِ اقصٰی کو شہید کر کے نئے سرے سے تھرڈ ٹیمپل کے نام سے ہیکلِ سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی خاطر ان

کی کئی انتہا پسند تنظیمیں قائم ہیں۔ اُنہوں نے چودہ سو مربع میٹر پر مشتمل اس منصوبے کا نقشہ تیار کر رکھا ہے۔[1]

مسجدِ اقصیٰ پر صلیبی اور صیہونی یلغاریں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت (17ھ) میں بیت المقدس کی فتح سے لے کر 1099ء تک یہاں پر مسلم حکومت رہی۔ 1099ء میں پہلی صلیبی جنگ کے نتیجہ میں عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1187ء کی جنگ حطین میں بیت المقدس کو ان سے آزاد کروالیا۔ 1187ء سے 1918ء تک مسجدِ اقصیٰ اسلامی سلطنت کا حصہ رہی۔ 1918ء میں پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کی شکست کے بعد یہاں پر برطانیہ نے قبضہ کر لیا، جو 15 مئی، 1948ء تک برقرار رہا۔ 15 مئی، 1948ء سے 1967ء تک مسجدِ اقصیٰ اردن کے زیر انتظام رہی۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کو شکست ہوئی اور بیت المقدس پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا جو تا حال جاری ہے اور صیہونی ریاست نے اسے اپنا دارالحکومت قرار دے رکھا ہے۔

مسجدِ اقصیٰ کی آزادی عالمِ اسلام پر قرض ہے، آج مسلمان خون میں لت پت ہیں اور مسجدِ اقصیٰ ایک بار پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے وارثوں کا راستہ دیکھ رہی ہے۔

---

[1] خلیل احمد نوری، پرفیسر، "معاملہ فلسطین"، ماہنامہ نور الحبیب، شمارہ اکتوبر، 2023ء

درسِ حدیث......

صحابۂ کرام خصوصًا چار یاروں کی محبت

تحریر: مولانا محمد فاروق شریف قادری رضوی

حضرت عبد اللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ! لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ، وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَهٗ۔[1] "میرے صحابہ کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرو، میرے (وصال کے) بعد اُنھیں تنقید کا نشانہ نہ بنالینا، جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی، جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ عداوت کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا، جس نے انھیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت دی اور جو اللہ عزوجل کو اذیت دے قریب ہے کہ اللہ عزوجل اس کی پکڑ فرمائے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمہ کرم پر لی ہے کہ وہ دینِ اسلام کو ہمیشہ باقی، غالب اور زندہ رکھے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

---

[1] سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابٌ فِيْ مَنْ سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ، رقم: 3862

وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ۔ [1] ”اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کردے، اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہو۔“

دشمنانِ اسلام کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یہ دین ختم ہو جائے گا، آپ ﷺ کے آنکھوں سے اوجھل ہونے کے بعد اسلام کا پیغام مزید عام کرنے والا اور آپ ﷺ کا مشن جاری رکھنے والا کوئی نہیں ہو گا، مگر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب رکھنے کا وعدہ پورا فرمایا۔ اُس نے اپنے حبیب ﷺ کی صُحبت ورِفاقت کے لیے کائنات کے بہترین افراد منتخب کیے، پھر آپ ﷺ کی تربیت کے ذریعے اُنھیں اسلام کی خدمت اور پورے عالَم میں دینِ اسلام کا پیغام عام کرنے کے لیے تیار کیا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد آپ کے خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اپنا سب کچھ نچھاور کر کے اسلام کو پوری دنیا میں پھیلایا، کسرائے ایران اور قیصر روم کا غرور خاک میں ملا کر وہاں بھی اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو غالب رکھنے کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ اِنھیں مقدس ہستیوں کے ذریعے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ فرمانے والے ہیں، ان کے ذریعے شریعت کے احکام اُمت تک پہنچے اور تبلیغ کے صحیح ہونے کے لیے

---

[1] التوبۃ 9:33۔ الصف 8:61

عدالتِ مبلغ شرط ہے؛ لہٰذا صحابۂ کرام علیہم الرضوان پر تنقید یا ان میں سے کسی کی تنقیص و توہین در حقیقت دینِ اسلام پر طعنہ زنی کرنا ہے؛ اس لیے کسی بھی صحابی کی توہین و تنقیص اور انھیں برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ روکا گیا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا. وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُہْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۔[1] ”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کرر کھا ہے۔ اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کچھ کیے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔“

صحابۂ کرام کی محبت... رب تعالیٰ کی عنایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِذَا أَرَادَ اللّٰہُ بِرَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِیْ خَیْرًا أَلْقٰی حُبَّ أَصْحَابِیْ فِیْ قَلْبِہٖ۔[2] ”جب اللہ عزوجل میرے کسی امتی کو بہت نوازنا چاہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔“

---

[1] الاحزاب 33:57،58

[2] الجامع الصغیر، حرف الھمزۃ مع الذال، رقم:395، فی السراج المنیر: حدیث حسن لغیرہ

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے حضور خاتم المرسلین ﷺ اور دینِ متین کا بھرپور دفاع کرتے ہوئے اپنی جانوں اور مالوں کو قربان کیا تو اللہ عزوجل نے اُنھیں دونوں جہانوں میں عزت و عظمت اور بلندیٔ شان سے نوازا۔

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے قلبی محبت اللہ تعالیٰ کے خاص لطف و کرم کی دلیل ہے اور کسی صحابی سے بغض و عداوت، رحمتِ خداوندی سے دوری کا سبب ہے۔

سب نسبتوں کا احترام لازم ہے

صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام علیہم الرضوان سے محبت رسول اللہ ﷺ کی نسبت کی وجہ سے ہے، تو سچا مُحِبّ وہی ہے جو سب نسبتوں سے محبت کرے؛ لہٰذا کسی بھی صحابی سے بغض یا اہلِ بیت پاک میں سے کسی کے ساتھ عِناد رکھنے والا اس حدیثِ مبارک میں بیان کردہ فضیلت سے محروم رہے گا، کما حقہٗ اس فضیلت و بشارت کے حق دار وہی لوگ ہیں جو اہلِ سنت و جماعت کے طریقہ کے مطابق اصحاب و ازواج و آل علیہم الرضوان سب سے سچی محبت و الفت رکھتے ہوں۔

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی دُرود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

چار یاروں کی محبت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشادِ نبوی مروی ہے: لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا قَلْبُ مُؤْمِنٍ: أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ۔[1]

"ان چار حضرات کی محبت صرف ایمان والے دل میں ہی جمع ہوتی ہے: ابو بکر، عمر، عثمان اور علی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"

ذکر کردہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے محبت اور ان کی تعظیم و تکریم واجب اور تقاضائے ایمان ہے، خصوصًا چار یاروں سے محبت بہت ضروری ہے؛ لہٰذا جو خوش نصیب مسلمان اپنے سینے میں چار یاروں کی محبت کا باغ آباد کر لے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے فضل اور مصطفیٰ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عنایت سے اس کی قبر جِناں (جنت کا گل زار) بن جائے گی۔

جِناں بنے گی مُحِبّانِ چار یار کی قبر

جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

---

[1] فضائل الصحابۃ لأحمد بن حنبل، رقم: 675

بیاں ہو کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا

تحریر: حافظ محمد ہاشم قادری، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ

خلیفۂ اوّل، جانشینِ محبوبِ ربِّ قدیر، امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی عبد اللہ، کنیت ابو بکر اور لقب صدیق و عتیق ہیں۔ صدیق کا معنی ہے: "بہت زیادہ سچ بولنے والا"۔ آپ رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی اس لقب سے ملقب تھے؛ کیونکہ ہمیشہ ہی سچ بولتے تھے۔ عتیق کا معنی ہے: "آزاد"، ترمذی شریف کی روایت کے مطابق سرکارِ عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: أَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ. یعنی تم نارِ دوزخ سے آزاد ہو؛ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کا یہ لقب ہوا۔ (1)

آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں شجرۂ نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ مبارکہ سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے تقریباً اڑھائی سال بعد مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے تاج دارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی۔ آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ غزوات میں مجاہدانہ شان کے ساتھ شریک ہوئے اور صلح و جنگ کے فیصلوں میں محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر و مشیر بن کر جاں نثاری و وفاداری کا حق ادا کیا۔ 2 سال اور 7 ماہ مسندِ خلافت پر رونق افروز رہے۔ 22 جمادی الاخریٰ، 13ھ میں پیر کا دن گزار کر وصال ہوا۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی

---

[1] جامع ترمذی، حدیث: 3679

اور روضۂ منورہ میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔[1]

سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کبھی غیر خدا کو سجدہ نہیں کیا۔ چند برس کی عمر تھی کہ آپ کو بتوں کے سامنے سجدہ کے لیے لے جایا گیا، آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے اور فرمایا: مَیں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، مَیں برہنہ ہوں مجھے کپڑا دے، مَیں پتھر مارتا ہوں، اپنے آپ کو بچا! وہ بت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ نے ایک پتھر اس کو مارا جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ باپ نے یہ واقعہ آپ کی والدہ کو بتایا تو والدہ نے کہا: اِسے اس کے حال پر چھوڑ دو، یہ پیدا ہوا تو غیب سے آواز آئی تھی: یَا اَمَةَ اللهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ... أَبْشِرِىْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ.... اِسْمُهٗ فِى السَّمَاءِ الصِّدِّيْق... وَلِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِيْق۔ (اے اللہ کی بندی! تجھے خوش خبری ہو! یہ بچہ عتیق ہے، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، یہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا صاحب اور رفیق ہے) یہ روایت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے خود مجلسِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں بیان کی، جب یہ بیان کر چکے تو جبرائیل امین علیہ السلام حاضرِ بارگاہ ہوئے اور عرض کی: صَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ۔ ابو بکر نے سچ کہا۔[2]

صاحبِ مرویّاتِ کثیرہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: مَا نَفَعَنِىْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِىْ مَالُ أَبِىْ بَكْرٍ۔ یعنی ”مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔“ بارگاہِ نبوت

---

[1] الاکمال فی اسماء الرجال ص:387۔ تاریخ الخلفاء، ص:26-27، مطبوعہ کراچی

[2] ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، ج:8، ص:380۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص:60،61

سے یہ بشارت سن کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی: میرے اور میرے مال کے مالک بھی تو آپ ہی ہیں۔[1]

بیاں ہوں کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا

ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف جا رہے تھے تو آپ کبھی سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ایسا کیوں کر رہے ہو؟ عرض کی: جب تلاش کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں کا خیال آتا ہے تو آگے چلنے لگتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم خطرے کی صورت میں چاہتے ہو کہ وہ مجھے نہ پہنچے تمہیں پہنچے؟ عرض کی: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَانَتْ لِتَكُنْ مِّنْ مُّلِمَّةٍ إِلَّا أَحْبَبْتُ أَنْ تَكُوْنَ لِيْ دُوْنَكَ۔ آپ کو حق کے ساتھ بھیجنے والے ربّ تعالیٰ کی قسم! میری یہی آرزو ہے کہ جو بھی تکلیف ہو وہ مجھے پہنچے، آپ سے دُور رہے۔[2]

رسولِ رحمت، سراپا جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بہت شفقت فرماتے۔ چند روایات ملاحظہ ہوں:

---

[1] سنن ابن ماجہ، ج:1 ص:72، حدیث:94، دار المعرفہ بیروت

[2] دلائل النبوہ للبیہقی، ج:2، ص:476، دار الکتب العلمیۃ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضور کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص اپنے یار کی طرف تیرے، سب نے ایسا کیا، یہاں تک کہ صرف رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبر باقی رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ صدیق اکبر کی طرف تیر کر تشریف لے گئے اور انہیں گلے لگا کر فرمایا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن وہ میرا یار ہے۔ (1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے مَیں نے حضور اقدس ﷺ کو حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا اور ان کے دہن پر بوسہ دیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا حضور ﷺ ابو بکر کا منہ چومتے ہیں! فرمایا: ”اے ابوالحسن! ابو بکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہی ہے جیسا میرا مرتبہ میرے رب کے حضور۔ (2)

قَصرِ پاکِ خِلافت کے رُکنِ رکیں
شاہِ قوسَین کے نائبِ اوّلیں
یارِ غارِ شَہَنشاہِ دُنیا و دیں
اَصدقُ الصّادِقِیں سَیِّدُ المُتَّقیں ———— چشم و گوشِ وَزارت پہ لاکھوں سلام

---

[1] المعجم الکبیر، ج:11، ص:208

[2] الریاض النضرۃ، ج:1، ص:185، دار الکتب العلمیۃ۔ فتاویٰ رضویہ، ج:8، ص:610تا612

منازلِ خمسہ ... دینی مدارس کی ایک اصطلاح

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر معین الدین نظامی

برِ صغیر کے قدیم دینی مدارس میں درسِ نظامی کے اساتذہ و طلبہ میں ایک اصطلاح رائج تھی: منازلِ خمسہ. پانچ منزلیں، پانچ مرحلے، پانچ درجے یا پانچ اہم کام۔

یہ اصطلاح اور یہ معمول غالباً دیگر اسلامی ممالک کے مدارس سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا، ہر سنجیدہ اور معیاری طالبِ علم کے لیے ضروری تھا کہ وہ ذمہ داری سے ان پانچوں مرحلوں سے گزرے، ان میں عبور حاصل کرے اور فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد استاد بن جانے پر بھی حتی الامکان یہ مفید معمول ترک نہ کرے۔

ان پانچ تعلیمی و تربیتی مرحلوں کی تفصیل یہ ہے:

۱) جو سبق اگلے دن صبح پڑھنا ہو، رات کو اس کا توجہ سے مطالعہ کیا جائے۔ عبارت پر غور کیا جائے، لفظوں کے درست اِعراب ذہن نشین کیے جائیں، حواشی و شروح یا لغات وغیرہ کی مدد سے متن کے مشکل الفاظ و تراکیب کے معانی سمجھے جائیں، مفہوم جاننے کی کوشش کی جائے اور اگر عبارت یا معانی میں کوئی اشکال یا ابہام باقی رہ جائے تو اسے الگ لکھ لیا جائے یا پختہ طور پر ذہن میں رکھا جائے؛ تا کہ اگلے دن اس کی عقدہ کشائی ہو سکے۔ انفرادی مطالعہ زیادہ پسندیدہ تھا، البتہ اجتماعی مطالعے کو بھی اہم جانا جاتا۔ بسا اوقات ضرورت محسوس ہونے پر کچھ عرصے کے لیے یا مستقل طور پر گروہی یا اجتماعی مطالعہ لازمی قرار دے دیا جاتا۔

۲) اگلے دن استاد کی خدمت میں، اس کے حکم یا طے شدہ ترتیب کے مطابق اپنی باری پر سبق کی مکمل یا جزوی عبارت پڑھی جائے، الفاظ و اصطلاحات کا مختصر، صریح اور جامع مفہوم بیان کیا جائے، مذکورہ عبارت کا لفظی یا بامحاورہ ترجمہ یا زیرِ درس موضوع کا خلاصہ بیان کیا جائے۔ حکم ملنے پر متعلقہ مباحث پر مبنی مجموعی تقریر بھی کی جائے، گزشتہ مطالعے میں باقی رہ جانے والے ابہامات و اشکالات رفع کیے جائیں اور استاد جہاں جہاں جو جو اصلاح یا توضیح کرے، اسے اچھی طرح یاد رکھا جائے، اس طور پر کہ کسی اور کو سمجھانا پڑے تو آسانی اور اعتماد کے ساتھ پڑھایا جاسکے۔

استاد کی بات ہر گز نہ کاٹی جائے، پوری طرح سمجھ میں نہ آئے تو ناگزیر صورت میں استاد کی بات ختم ہونے پر ادب و احترام سے دوبارہ کہنے کی درخواست کی جائے، مگر سہل انگار ہو کر اسے عادت نہ بنالیا جائے۔

۳) استاد کا درس ختم ہوتے ہی، تھوڑے بہت وقفے کے بعد ہم درس ساتھیوں کے ساتھ مل کر درس کا اعادہ اور معانی و مفاہیم کا تکرار کیا جائے۔ سمجھنے سمجھانے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ لفظی و معنوی سوال وجواب کیے جائیں اور ضرورت پڑنے پر علمی و مجلسی آداب کے مطابق اعتراض اور جوابِ اعتراض کی مشق بھی کی جائے۔ اسے مناظرہ، مناقشہ یا ذاتی رنجش ہر گز نہ بننے دیا جائے۔ تکرار کے اس عمل میں طلبہ باری باری طالب علم یا استاد کا کردار بھی ادا کرسکتے ہیں۔

۴) قیام گاہ پر پہنچ کر اکیلے میں ایک بار پھر پورا سبق اچھی طرح دہرایا جائے، عبارت بھی، ترجمہ بھی اور بحث بھی. یہاں تک کہ زیرِ تدریس متن کے اس حصے میں

کوئی لفظی، معنوی اور موضوعی عقدہ باقی نہ رہے اور تمام اصلی و فرعی مباحث کا جامع استحضار ہو جائے۔

۵) رات کو اگلے سبق کا ابتدائی مطالعہ کرتے وقت اس پچھلے سبق کا سر سری مطالعہ کر کے اگلے سبق کے مفاہیم سے اس کا ربط قائم کر لیا جائے تا کہ عبارت و مبحث کی مجموعی ترتیب سامنے رہے اور زیرِ بحث موضوع مربوط انداز میں ذہن نشین ہو جائے۔ یہ کام انفرادی بھی ہو سکتا ہے، چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں بھی اور اجتماعی انداز میں بھی۔

بیشتر دینی مدارس میں یہ تمام مشکل اور مفید مدارج پیشِ نظر رکھے جاتے اور پانچوں پر برابر توجہ دینے کی حوصلہ افزائی اور اہتمام کیا جاتا، کوتاہی پر تنبیہ کی جاتی، کمزور طلبہ کی ہمت بندھائی جاتی اور ان پر زیادہ توجہ دی جاتی۔ طلبہ اپنے ذوق و شوق، لگن اور صلاحیت کے مطابق مطلوبہ محنت کرنے کی کوشش کرتے اور حسبِ توفیق کامیاب ہوتے، بعض طلبہ ان پانچوں مرحلوں میں یکساں مہارت حاصل کر لیتے اور بعض اپنے رجحانِ طبع کے مطابق ان میں سے مختلف پہلوؤں میں زیادہ نمایاں ہوتے۔

آج کل کے دینی مدارس میں بھی یہ منازلِ خمسہ کُلّی یا جزوی طور پر کسی نہ کسی شکل میں ضرور رائج ہوں گی۔

عربی زبان کی اہمیت و خصوصیات

تحریر: مولانا محمد عاصم محبوب رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی چیز کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے پوری دنیا میں مختلف عنوانات کے تحت کئی ایام منائے جاتے ہیں، مثلاً فادرز ڈے، مادرز ڈے، ٹیچرز ڈے، کسان ڈے وغیرہ۔

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 18 دسمبر، 1973ء کو عربی زبان کو اپنی سرکاری زبانوں میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ یونیسکو (اقوامِ متحدہ کے ذیلی ادارہ) نے 19 فروری، 2010ء کو انسانی تہذیب اور ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھنے میں عربی زبان کے اہم کردار کو تسلیم کیا اور 18 دسمبر کو اس زبان کا عالمی دن قرار دیا۔

پہلی مرتبہ 18 دسمبر، 2012ء کو عربی زبان کا عالمی دن منایا گیا پھر اس کے بعد عرب ممالک سمیت پوری دنیا میں 18 دسمبر کو عربی زبان کے عالمی دن کے طور پر منایا جانے لگا۔

دنیا میں عربی بولنے والوں کی تعداد

عرب ممالک کے تقریباً 40 کروڑ افراد کی مادری زبان عربی ہے اور پوری دنیا میں 1.7 ارب مسلمان ایسے ہیں جن کی مادری زبان عربی نہیں، لیکن وہ پھر بھی قرآن

اور نماز وغیرہ کے عربی میں ہونے کی وجہ سے عربی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔

عربی زبان کی خصوصیات

سیدنا آدم علیہ السلام کی زبان:

عربی زبان ان زبانوں میں سے ایک ہے جنہیں سیدنا آدم علیہ السلام نے سیکھا تھا۔ آپ علیہ السلام عربی اور دیگر زبانوں میں کلام فرمایا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے عربی زبان سب سے پہلی زبان ہے باقی زبانیں اس کے بعد ایجاد ہوئی ہیں۔ (1)

الہامی زبان:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أُلْهِمَ إِبْرَاهِيمُ الْخَلِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذَا اللِّسَانَ الْعَرَبِيَّ إِلْهَامًا۔ خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو یہ عربی زبان الہام کی گئی تھی۔ (2)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا: أُلْهِمَ إِسْمَاعِيلُ هٰذَا اللِّسَانَ إِلْهَامًا۔ یہ زبان (عربی) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو الہام کی گئی تھی۔ (3)

---

[1] تفسیر روح المعانی، سورہ یوسف، تحت آیت: ۲

[2] المستدرک علی الصحیحین، حدیث: ۳۳۱۵

[3] المستدرک علی الصحیحین، حدیث: ۳۶۴۱

عربی زبان سے محبت کی نبوی ترغیب

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ: لِأَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَّ الْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ وَّ كَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ۔
تین وجہ سے اہلِ عرب سے محبت کرو کیوں کہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور جنتی لوگوں کی زبان عربی ہے۔[1]

اکابرین کے ارشادات

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ تَعَلَّمَ الْفَارِسِيَّةَ خَبَّ وَ مَنْ خَبَّ ذَهَبَتْ مُرُوْءَتُهٗ۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے صرف غیر عربی پر اکتفا کیا اور عربی زبان کو نہ سیکھا تو وہ عربی بولنے والوں مقابلے میں گویا بے زبان ہو گا اور صاحبِ مروت و وقعت نہیں رہے گا۔[2]

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اچھے طریقے سے عربی میں کلام کر سکتا ہے اس کے لیے بغیر کسی ضرورت کے غیر عربی میں کلام کرنا مکروہ ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: ۱۱۴۴۱

[2] لو اقتصر علی لسان الفارسية ولم يتعلم العربية فانه يكون أعجميا عند من يتكلم بالعربية فذهبت مروءته۔ (تفسیر روح البیان، الشعراء؛ تحت آیت: ۱۹۵)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: إِعْلَمْ بِأَنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَهَا فَضْلٌ عَلٰى سَائِرِ الْأَلْسِنَةِ، فَمَنْ تَعَلَّمَهَا أَوْ عَلَّمَ غَيْرَهُ فَهُوَ مَأْجُوْرٌ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْزَلَ الْقُرْآنَ بِلُغَةِ الْعَرَبِ۔ جان لو! بے شک عربی زبان کو باقی زبانوں پر فضیلت حاصل ہے تو جس نے عربی زبان سیکھی یا دوسرے کو سکھائی وہ ثواب پائے گا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو اہلِ عرب کی زبان میں نازل فرمایا ہے۔[1]

عربی زبان کی چند دیگر خصوصیات

⇐ قرآن کی زبان عربی ہے۔

⇐ امام الانبیا ﷺ کی زبان عربی ہے۔

⇐ امام الانبیا ﷺ کے علاوہ دیگر متعدد انبیا علیہم السلام کی زبان عربی ہے۔

⇐ ہم تک دین پہنچانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان عربی ہے۔

⇐ اہلِ جنت کی زبان عربی ہے۔

⇐ قبر کے سوالات وجوابات عربی میں ہوں گے۔

⇐ حشر کے سارے معاملات عربی میں ہوں گے۔[2]

---

[1] تفسیر روح البیان، الشعراء، تحت آیت: ۱۹۵

[2] مرآۃ المناجیح، ج: ۸، ص: ۲۱۷، زیرِ حدیث: ۵۷۴۳

انسدادِ بدعنوانی

تحریر: مولانا محمد حارث علی قادری

Corruption is defined as use of official position , rank or status by an office bearer for his own personal benefits.

بدعنوانی سے مراد عہدہ، رتبہ یا سرکاری حیثیت کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہے۔

"بدعنوانی" کا لفظ اپنی جامعیت کی وجہ سے بیشتر معاشرتی برائیوں کو متضمن ہے، رشوت خوری، دفاتر اور محکموں کے اوقات میں ذاتی عدمِ دستیابی، ملاوٹ اور ناجائز و نااہل کی سفارش وغیرہ پر بدعنوانی کا اطلاق حق بجانب ہے۔

31 اکتوبر، 2003ء کو اقوام متحدہ نے ہر سال 9 دسمبر کو عالمی یومِ انسدادِ بدعنوانی (International Anti-Corruption Day) منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس دن کو منانے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں بدعنوانی سے متعلق شعور پیدا کیا جائے۔

باقی معاشرتی برائیوں کی طرح بدعنوانی جیسے ناسور کے قلع قمع کی خاطر اسلام نے بدعنوانی کے ہر ہر پہلو کی مذمت کی ہے، بلکہ مذمت کے ساتھ مرتکبینِ بدعنوانی کی مرمت بھی خوب کی ہے؛ تاکہ معاشرہ انصاف اور امن کا گہوارہ بن جائے۔

فرمان ربّانی ہے: وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ "اور آپس

میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر) مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ) کا حکام کے یہاں اس غرض سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی) ظلم کے کھاجاؤ اور تم کو (اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم (بھی) ہو۔"[1]

دوسری آیتِ کریمہ میں ہے: وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ "اور آپ ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھیں گے جو کہ جھوٹ، ظلم اور حرام خوری میں بڑی تیزی سے واقع ہوتے ہیں، بیشک وہ بہت ہی برے کام کیا کرتے تھے۔"[2]

لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف "تفسیر خازن" میں ہے:

السحت ھو الرشا ۔ یعنی آیتِ مذکورہ میں "سحت" سے مراد رشوت ہے۔[3]

نااہل کو منصب پر مسلط کرنے کی سفارش کرنے والے کے لیے بھی قرآنِ مجید نے واضح طور پر وعید فرمائی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۔ "اور جو شخص اچھی سفارش کرے گا اُس کے لیے اُس کے

---

[1] البقرۃ 188:2

[2] المائدۃ 62:5

[3] بغدادی، علی بن محمد، علاء الدین، تفسیر الخازن، ج:2، ص:293، دار الکتب العلمیہ، بیروت

سبب ثواب میں سے حصہ ہو گا اور جو بُری سفارش کرے گا اس کے لیے اس کے سبب گناہ سے حصہ ہو گا اور اللہ ہر چاہت پر قادر ہے۔"(1)

جھوٹ، دھوکا اور ملاوٹ جیسے ناپاک افعال بھی بد عنوانی کا مظہر ہیں، جن سے بچنا اسلام کا جزو لاینفک ہے۔ اسلام قبول کرنا در حقیقت ایک ذمہ داری (عہدہ) قبول کرنا ہے کہ میری جانب سے ہر کسی کو معاشرتی برائیوں سے امان ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ "مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ. يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ. ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلیوں کو کچھ تری محسوس ہوئی، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے غلے کے مالک! یہ تری کیسی ہے (ڈھیر کے اندر یہ تری کہاں سے پہنچی)؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ، صلی اللہ علیک وسلم! اس تک بارش کا پانی پہنچ گیا تھا (جس کی وجہ سے غلہ کا کچھ حصہ تر ہو گیا ہے میں نے قصداً تر نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم نے تر حصہ کو اوپر کی جانب کیوں نہیں رکھا؛ تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے (اور کسی فریب میں مبتلا نہ ہوتے)، جو شخص فریب دے وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے

---

1 النساء 85:3

طریقہ پر نہیں ہے)۔[1]

انسدادِ بدعنوانی کے علَم بردار اور اُن کا کردار

یہ کہنا ناگزیر ہے کہ اکثریت بالعموم اور حکمران بالخصوص کسی نہ کسی اعتبار سے بدعنوانی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ تاجروں کا جھوٹ اور ملاوٹ کو تجارت کا لازمی جزو سمجھنا کسی المیہ سے کم نہیں۔

حاکم، افسر یا عہدہ دار کروڑوں، اربوں ہڑپ کر ڈکار جائے اور کوئی عام شخص روپوں، ہزاروں کی کرپشن کرے... دونوں میں اس اعتبار سے مماثلت ہے کہ ہر ایک نے اپنی پہنچ کے مطابق کارنامہ سرانجام دیا۔

مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ 9 دسمبر کے دن سرکاری سطح پر پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے اور منصبِ صدارت پر ان حضرات کی نشستوں کو مخصوص کیا جاتا ہے، جن کے دامن بدعنوانی سے داغ دار ہوتے ہیں اور سونے پہ سہاگہ کہ وہی حضرات بدعنوانی کے سدِّباب کے لیے لیکچر زدیتے ہیں۔

اس ضرب المثل کا انطباق عجب حسن اتفاق ہے کہ "نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی"۔

---

[1] نیشاپوری، مسلم بن حجاج، امام، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ج:1، ص:69، حدیث:164، دار الطباعۃ العامرۃ، ترکیہ، ط:اولی، ۱۳۳۴ھ

شہر کو لوٹا شہر جلایا، مگر شہر کے امیر ٹھہرے
ہمیں تھا دعوائے قتل جن پر وہی ہمارے سفیر ٹھہرے
سراغِ قاتل ملے تو کیسے، کہاں سے لائے کوئی گواہی
کہ ہاتھ سارے جو خوں رنگے تھے وہ منصفوں کے مشیر ٹھہرے

اُس امت کا بد عنوانی کے مرض میں مبتلا ہونا زیادہ باعثِ تشویش ہے کہ جس کی طرف بھیجے جانے والے نبی ﷺ نے زندگی کے ہر موڑ پر عدل و انصاف، اکلِ حلال اور صدقِ مقال کا حکم دیا ہے، اس نبی کی امت اس گناہ میں مبتلا ہو جائے!

اسلام کا تقاضا ہی یہی ہے کہ صدقِ دل سے اپنے پیغمبر ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

شاعرِ مشرق نے امت کی حالتِ زار پر اُنھیں جھنجھوڑتے ہوئے کہا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ضرورت واہمیتِ علم

تحریر: حافظ حماد حسن بٹ، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ

معزز قارئین! کسی شے کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ و احساس اُس وقت ہی ہوتا ہے جب اُس کی ضرورت و حاجت معلوم ہو، جس قدر حاجت قوی ہو گی اسی قدر اہمیت اور مقام و مرتبہ بھی واضح ہو جائے گا۔

علم کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرمائی اور اُسے حق و باطل کو اختیار کرنے کے حوالے سے اختیار دیا، حواس ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ عقل جیسی نعمت سے سر فراز فرمایا۔ سوچ و فکر اور اِن حواس سے حاصل ہونے والے ادراک کو منشائے خداوندی اور فطرتِ انسانی کے مطابق چلانے کے لیے ایسی شے کی ضرورت ہے جو ان کو راہِ راست اور صحیح سمت لے جائے اور وہ شے علم ہے۔

قبولِ ایمان کے ساتھ جب قدر و منزلت بڑھتی ہے تو حصولِ علم لازم ہو جاتا ہے۔ جب سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: **فَقِّهُوْا أَخَاكُمْ فِيْ دِيْنِهٖ وَأَقْرِئُوْهُ الْقُرْآنَ**۔ اپنے بھائی کو اس کا دین سمجھاؤ اور اسے قرآن کی تعلیم دو۔[1]

---

[1] دلائل النبوۃ للاصبہانی، ص:479، رقم:413

عالمِ دین کی فضیلت

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے مروی ہے: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ رَّجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ: اَحَدُھُمَا کَانَ عَالِمًا یُّصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ، وَالْاٰخَرُ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اَیُّھُمَا اَفْضَلُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَضْلُ ھٰذَا الْعَالِمِ الَّذِیْ یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ عَلَی الْعَابِدِ الَّذِیْ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ۔ [1] سرکارِ دوعالم ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو افراد کے بارے میں سوال کیا گیا، جن میں سے ایک عالم تھا جو فرض نماز پڑھتا پھر بیٹھ کر لوگوں کو علم سکھاتا تھا... اور دوسرا آدمی وہ تھا جو دن کو تو روزے رکھتا اور رات کو عبادت کیا کرتا تھا (پوچھا گیا) کہ ان دونوں میں بہتر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس عالم کو جو فرض نماز پڑھتا ہے اور بیٹھ کر لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اُس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا اور رات میں عبادت کرتا ہے ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی کہ مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔

جہالت قابلِ قبول عذر نہیں

علم اس لیے بھی ضروری اور لازمی ہے کہ قیامت کے دن رب تعالیٰ عذرِ جہالت کو قبول نہیں فرمائے گا اور فرض علوم سے غافل افراد مستحقِ سزا ہوں گے۔

---

[1] مسند الدارمی، حدیث:352

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: قَلْبٌ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْحِكْمَةِ كَبَيْتٍ خَرِبٍ، فَتَعَلَّمُوا وَعَلِّمُوا وَتَفَقَّهُوا وَلَا تَمُوتُوا جُهَّالًا، فَإِنَّ اللهَ لَا يَعْذِرُ عَلَى الْجَهْلِ.[1] وہ دل جس میں ذرا بھی علم نہ ہو وہ ویران گھر کی مانند ہے، تو علم سیکھو اور سکھاؤ، دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرو اور حالتِ جہالت پر نہ مرنا؛ کیونکہ رب تعالیٰ جاہل ہونے کا عذر قبول نہیں فرمائے گا۔

انسان کی وجہِ فضیلت اور ہماری حالت

دورِ حاضر میں لوگ جہاں فطرتِ انسانی کے خلاف، باطل پرستی، خواہشاتِ نفس کی پیروی میں بے باک اور نڈر ہو چکے ہیں، وہاں حقیقت سے ناآشنائی اور معرفت سے اس قدر انجان ہو گئے ہیں کہ میدانِ علم و حکمت میں ویرانی کے آثار نمودار ہیں۔

انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ اِسے وصفِ علم سے متصف کیا گیا ہے، جب علم نام کی شے ہی نہ رہے تو دیگر مخلوقات سے امتیاز و فضیلت بھی باقی نہ رہتی۔

امام عبد اللہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آدمی روحانی، شہوانی، سماوی، ارضی ہے... جب اس کی روح شہوت پر غالب آجاتی ہے تو ملائکہ سے فائق ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر غلبہ پا جاتی ہیں تو زمین کے جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔

---

[1] کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، حدیث: 28750

علمِ دین کے ثمرات

علم اپنے منافع اور اثر کی وجہ سے اعلیٰ ترین شے ہے۔ برتری کا سبب بھی یہی ہے اور دینی و دنیاوی خزانوں کی کنجیاں بھی اسی میں ہیں۔ روایت میں ہے: خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْمَالِ وَالْمُلْكِ وَالْعِلْمِ، فَاخْتَارَ الْعِلْمَ، فَأُعْطِيَ الْمُلْكَ وَالْمَالَ لِاخْتِيَارِهِ الْعِلْمَ۔ [1] سیدنا سلیمان علیہ السلام کو دولت و بادشاہی اور علم کے درمیان انتخاب کا اختیار دیا گیا تھا، اور انہوں نے علم کا انتخاب کیا، لہذا انہیں علم کا انتخاب کرنے کی وجہ سے بادشاہی اور دولت عطا کر دی گئی۔

فضیلتِ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو بیان کرتے ہوئے قرآنِ مجید نے فرمایا: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا۔ [2] اور بے شک ہم نے داود اور سلیمان (علیہما السلام) کو عظیم علم عطا فرمایا۔

عالم و جاہل کے درمیان امتیاز کرتے ہوئے قرآن مجید نے صاف طور پر فرمادیا: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ [3] تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟

---

[1] تاریخ مدینۃ دمشق، ج:22، ص:275

[2] النمل:15

[3] الزمر:9

دار الإفتاء......

حالاتِ حاضرہ میں اُمّت کی شرعی ذمہ داری

مجیب: مولانا مفتی محمد اکمل قادری رضوی

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اِس بارے میں کہ اسرائیلی فوج نہتے فلسطینی بوڑھوں، بچوں اور خواتین پر حملہ آور ہے، فاس فورس بم گرا رہی ہے اور دیگر کفار علانیہ طور پر ان کی مدد کر رہے ہیں۔ اسرائیلی فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام کر کے انھیں صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم رکھتے ہیں۔

ان حالات میں امتِ مسلمہ کی دینی و شرعی ذمہ داری کیا بنتی ہے؟

المستفتی: تقویم الحق، جامعہ مرکز علوم اسلامیہ، لاہور

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبات نے ظہورِ اسلام سے ہی "یہود" کو اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن قرار دیا ہے، اِن کُفّار نے نہ صرف صحابۂ کرام علیہم الرضوان پر مَظالم ڈھائے، بلکہ اپنی ناپاک حرکتوں سے امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی قتل کرنے کی سازشیں کیں، ایسی بد قسمت قوم عام مسلمانوں کو کہاں چین و سکون کی زندگی گزارنے دے گی!

"یہود و نصارٰی" کے مسلسل مَظالم کی ایک اہم کڑی اور دھوکا دہی ارضِ مقدسہ بیت المقدس پر اسرائیل (یہودیوں) کا ناجائز قبضہ ہے، مسلم ممالک کو عارضی رہائش کا دھوکا دے کر اس ارضِ مقدسہ کو اپنی ملکیت ثابت کرنے کے لیے وہاں کے مسلمانوں پر آئے روز مختلف طریقوں سے ظلم و ستم کرتے رہتے ہیں۔

حالیہ جنگ میں فلسطین کے نہتے و مظلوم مسلمانوں کے خلاف اسرائیلی فوج کا ظالمانہ و وحشیانہ جدید ترین اسلحہ سے زمینی و فضائی بمباری کرنا دنیا کے کسی بھی ذی شعور شخص سے مخفی نہیں۔ صرف نوجوان مسلمان ہی نہیں، بلکہ ماؤں کے دودھ پیتے بچے، بزرگ شہری و خواتین، حتّٰی کہ ہسپتالوں میں موجود مریض بھی خون کی ندیوں میں لت پت ہیں۔ فقط اسرائیلی یہودی ہی نہیں، بلکہ دُنیا بھر کے کفار کی ایٹمی طاقتیں (امریکہ و برطانیہ وغیرہما) اعلانیہ اور بعض چھپ کر یہودیوں کی جدید اسلحہ کے ساتھ بھرپور طریقے سے مدد کر رہے ہیں۔

چنانچہ مسئولہ صورت میں کفار (اسرائیلی یہودیوں) کے خلاف مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی مدد کرتے ہوئے عالمِ اسلام پر جہاد کرنا فرض ہو چکا ہے۔ وہ حضرات جنہیں اسلام و مسلمانانِ اسلام کی جان، عزت و اموال وغیرہا کی حفاظت کے لیے مامور کیا گیا ہے اور اصحابِ اقتدار (مسلم حکمرانوں) پر فلسطینی مسلمانوں کی مدد کرنے کے لیے اپنی مملکت کے مسلمانوں کو اسرائیلی یہودیوں کے خلاف جہاد کرنے کا اذنِ عام دینا فرض ہے، اگر ذکر کردہ افراد (مسلح افواج و اصحابِ اقتدار) اپنا فرضِ منصبی ادا نہ کریں تو قرآن و حدیث کی روشنی میں سخت گناہ گار، اسلام و مسلمانانِ اسلام کے خائن، وہن (بزدلی) کے شکار اور اغیار کے مالوں کے مفاد پرست قرار پائیں گے۔

جن مسلمانوں کو جہاد پر قدرت حاصل ہے (اپنے ملک کی سرحد پار کر کے اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے جدید اسلحہ کے ساتھ فلسطینیوں تک پہنچ سکتے ہوں) اُن پر اپنا فرض ادا کرنا لازم ہو گا۔

یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں، اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے، بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آ جائے تو قریب ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم، پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں۔ اور ایمان والے کہتے ہیں: کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف (عہد) میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں؟ ان کا کیا دھرا سب اکارت (ضائع) گیا! تو رہ گئے نقصان میں۔ اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عن قریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (1)

ارشادِ ربانی ہے: تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (2)

---

[1] سورۃ المائدۃ: آیت: 51 تا 54

[2] سورۃ البقرۃ: آیت: 216

تفسیر روح المعانی میں مذکورہ آیت کے تحت مرقوم ہے: كتب عليكم القتال أى قتال الكفار وهو فرض عين إن دخلوا بلادنا، وفرض كفاية إن كانوا ببلادهم۔ یعنی کفار سے جہاد فرض ہے اگر وہ ہمارے شہروں میں داخل ہوں (حملہ کریں) اور اگر وہ اپنے ہی شہروں میں ہوں تو فرض کفایہ ہے۔[1]

سیدنا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں: اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیں تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے ورنہ فرض کفایہ۔[2]

دوسرے مقام پر فرمانِ خداوندی ہے: اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستے میں نہ لڑو اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر (نہ لڑو جو) یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس شہر سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لیے اپنی بارگاہ سے کوئی مددگار بنادے۔[3]

متعدد دیگر آیاتِ کریمہ اور احادیثِ طیبہ میں جہاد کا صریح حکم فرمایا گیا ہے۔

در مختار مع رد المحتار میں ہے: (هو فرض كفاية) كل ما فرض لغيره فهو فرض كفاية إذا حصل المقصود بالبعض، وإلا ففرض عين ولعله قدم الكفاية لكثرته (ابتداء) وإن لم يبدءونا (قوله هو فرض كفاية) قال

---

1 تفسیر روح المعانی، زیرِ آیتِ مذکورہ

2 تفسیر خزائن العرفان، زیرِ آیتِ مذکورہ

3 سورۃ النساء: آیت: 75

فی الدر المنتقی ولیس بتطوع أصلا هو الصحیح۔ جہاد فرضِ کفایہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے جسے کوئی بھی ادا کر دے، جب کہ دوسرے کی ادائیگی سے مقصود حاصل ہو جائے، وگرنہ ہر ایک پر اس کی ادائیگی فرض ہوتی ہو (تو اسے فرضِ عین کہا جاتا ہے) اور ماتن نے جہاد کے معاملے میں فرض کفایہ کو مقدم کیا کیوں کہ اکثر اسی کی نوبت آتی ہے۔ تو جہاد ابتداءً فرض کفایہ بشرطیکہ اگر کفار پہل نہ کریں۔ مصنف کا قول فرض کفایہ ہے اور "الدر المنتقی" میں فرمایا: جہاد نفل کی حیثیت سے مشروع نہیں ہے اور یہی صحیح قول ہے۔[1]

علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب کافروں کی بہت بڑی تعداد مسلمانوں پر حملہ کر دے تو اس کے قریب والے مسلمانوں پر بھی جہاد کرنا فرضِ عین ہو جاتا ہے اور دُور والے مسلمانوں پر محض فرضِ کفایہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ دُور والے مسلمانوں کو جنگ میں شرکت نہ کرنے کی بھی اجازت ہوتی ہے، مگر جب حملہ کیے گئے مسلمانوں کو ان کی ضرورت پیش آجائے، بایں طور پر کہ قریب والے مسلمان جہاد کرنے سے عاجز ہوں یا قدرت ہونے کے باوجود دشمنوں کا سامنا کرنے سے سستی کا مظاہرہ کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں دُور علاقے والے مسلمانوں کی مدد کی ضرورت ہو تو ان دُور والے مسلمانوں پر نماز کی فرضیت کی طرح حملہ آور کفار کے خلاف جہاد کرنا فرضِ عین ہو جاتا ہے، دُور والوں کو جہاد چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوتی یہاں تک

---

[1] در مختار: کتاب الجہاد، ج:۶، ص:۹۷،۹۶، ۱۹۵، المکتبۃ الرشیدیۃ کوئٹہ

ذکر کردہ صورت کی روشنی میں اِن سے دُور والے پھر ان سے دور والے دنیا بھر کے مسلمانوں کے متعلق جہاد کا یہی حکم ہو گا۔ (1)

فتاویٰ عالم گیری میں ہے: بعض فقہائے کرام نے فرمایا: کافر دشمنوں کے مسلمانوں پر حملہ کرنے سے پہلے مسلمانوں کو جہاد کرنا نفل (بہتر) ہے اور کافروں کے گروہ در گروہ آنے کے بعد فرضِ عین ہے اور عام علمائے مشائخ نے فرمایا: مسلمانوں پر ہر حال میں جہاد کرنا فرض ہے، کفار کے گروہ در گروہ آنے سے پہلے فرضِ کفایہ اور کافر دشمنوں کا قافلہ آنے کے بعد فرضِ عین ہے اور یہی صحیح قول ہے۔ اور نفیر کا مطلب یہ ہے: شہر والے خبر دے دیں کہ کافر دشمن تمہاری جانوں، تمہارے بچوں اور تمہارے مالوں کو نقصان پہنچانے آرہے ہیں، اس خبر کی بنا پر اس شہر کے قادر مسلمانوں پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہے اور اس خبر سے پہلے انہیں نکلنے کی اجازت ہے پھر دشمنوں کا عام قافلہ آنے کے بعد شرق وغرب کے تمام مسلمانوں پر بھی (یک بارگی کے ساتھ) جہاد کرنا فرضِ عین نہیں ہو گا اگرچہ دشمن مسلمانوں کے علاقہ تک پہنچ جائے بلکہ (شرق وغرب کے مسلمانوں کو) جہاد کے لیے نکلنا فرضِ عین (بالترتیب ہے، اوّلاً) ان مسلمانوں پر فرض ہے جو حملہ کیے گئے مسلمانوں کے علاقے کے قریب ہوں اور جہاد کی طاقت بھی رکھتے ہوں۔

---

[1] رد المحتار، کتاب الجهاد،مطلب في الفرق بين فرض العين وفرض الكفاية، ج:٦،ص:١٩٨، المكتبة الرشيدية كوئٹه

اور بہر حال جو مسلمان دشمنوں سے دور علاقوں میں ہوں تو ان پر جہاد کرنا فرضِ کفایہ ہے نہ کہ فرضِ عین، یہاں تک کہ ان مسلمانوں کو جہاد ترک کرنے کی بھی اجازت ہے اور کافر دشمنوں کا آمنا سامنا کرنے سے قریب کے علاقے والے مسلمان عاجز آجائیں تو دور والے مسلمانوں کی حاجت پیش آجائے یا قریب والے جہاد کرنے سے سستی کریں تو پھر ان کے قریب والے پھر ان کے قریب والے پھر ان کے قریب والے یہاں تک درجہ بدرجہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر قدرت واختیار کے حساب سے جہاد کرنا فرضِ عین ہوتا ہے۔[1]

شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: جو شخص حفاظتِ اسلام وسلطنتِ اسلام واماکنِ مقدسہ کی استطاعت رکھتا ہے اور کاہلی سے نہ کرے مرتکب کبیرہ ہے یا کفار کی خوشامد وخوشنودی کے لئے تو مستوجب لعنت ہے یادل سے ضررِ اسلام پسند کرنے کے سبب تو کافر ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا معذور ہے، شریعت اس کام کا حکم فرماتی ہے جو شرعاً جائز اور عادۃً ممکن اور عقلاً مفید ہو، حرام یا ناممکن یا عبث، افعال حکم شرع نہیں ہوسکتے۔[2]

-----واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب-----

---

[1] فتاوی ہندیہ: کتاب السیر: الباب الاوّل فی تفسیرہ شرعاً الخ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۸، المکتبۃ الرشیدیۃ

[2] فتاوی رضویہ: ج ۱۴، ص ۴۱۶

جامعہ نظامیہ رضویہ

کی خدمات پر ایک نظر

- جامعہ نظامیہ رضویہ رئیس المحدثین، امام الاتقیاء حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ رہنے والی بے مثال یادگار ہے۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ عرصہ 67 سال سے دینی وملی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- جامعہ سے اب تک ہزاروں علمائے کرام، قاری صاحبان اور حفاظ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔
- جامعہ کے بے شمار فضلا بلجیم، برطانیہ، امریکہ، دوبئی، جرمنی، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں اِشاعت دین کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ نے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، ایبٹ آباد اور دیگر شہروں میں بھی دینی تعلیم کے تقریباً 80 مکاتب قائم کیے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ میں علوم اسلامیہ کی ابتدا سے لے کر اعلیٰ درجات تک معیاری تعلیم دی جاتی ہے، نیز عصری علوم (ریاضی، انگلش، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ) کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔
- جامعہ میں 300 سے زائد مدرسین وعلمائے کرام تعلیم دے رہے ہیں۔
- جامعہ کے دارالافتاء سے مسلمانوں کی شرعی راہنمائی کی جاتی ہے۔
- جامعہ کے زیر اہتمام تقریباً 7000 (سات ہزار) طلبہ وطالبات کے قیام وطعام، کتب، علاج ومعالجہ اور دیگر ضروریات کا اِنتظام واِنصرام مفت کیا جاتا ہے۔
- جامعہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اہل خیر بندوں کے ذریعے دین کا یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔
- جامعہ کی مالی حالت...... بوجہ مستقل ضروی اخراجات اور تعمیر کے...... اہل خیر کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔

نوٹ

جامعہ کے منتظمین، اساتذہ اور معاونین ان مفید اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہیں۔ جامعہ کا سالانہ میزانیہ 4,00,000,00 (چار کروڑ) سے متجاوز ہے۔
آپ اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر جامعہ کی ضروریات سے مزید آگاہی کے لئے خود تشریف لائیے یا پھر گھر بیٹھے جامعہ کی ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

www.jamianizamiarizvia.com

E-mail:
jamianizamiarizvia@yahoo.com
jamianizamiarizvia.pk@gmail.com

Account Number of Jamia Nizamia Rizvia
MCB Shah Allam Market Lahore
Pk14 MUCB 0017 7020 1003 4610
ANJAMAN JAMIA NIZAMIA RIZVIA